

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (حصہ دوم)

<"xml encoding="UTF-8?">

حضرت امام زین العابدین کی شان عبادت

جس طرح آپ کی عبادت گزاری میں پیروی ناممکن ہے اسی طرح آپ کی شان عبادت کی رقم طرازی بھی دشوار ہے ایک وہ ہستی جس کا مطمع نظر معبود کی عبادت اور خالق کی معرفت میں استغراق کامل ہو اور جو اپنی حیات کا مقصد اطاعت خداوندی ہی کو سمجھتا ہو اور علم و معرفت میں حد درجہ کمال رکھتا ہو اس کی شان عبادت کی سطح قرطاس پر کیونکر لایا جاسکتا ہے اور زبان قلم میں کس طرح کامیابی حاصل کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کی بے انتہا کاپش و کاوش کے باوجود آپ کی شان عبادت کا مظاہرہ نہیں ہو سکا ”قد بلغ من العبادۃ ما لم یبلغہ احد“ آپ عبادت کی اس منزل پر فائز تھے جس پر کوئی بھی فائز نہیں ہوا (دمعہ ساکبہ ص ۲۳۹)۔ اس سلسلہ میں ارباب علم اور صاحبان قلم جو کچھ کہہ اور لکھ سکے ہیں ان میں سے بعض واقعات و حالات یہ ہیں :

آپ کی حالت وضو کے وقت

وضو نماز کے لیے مقدمہ کی حیثیت رکھتا ہے ، اور اسی پر نماز کا دار و مدار ہوتا ہے ، امام زین العابدین علیہ السلام جس وقت مقدمہ نماز یعنی وضو کا ارادہ فرماتے تھے آپ کے رگ و پے میں خوف خدا کے اثرات نمایاں ہوجاتے تھے ، علامہ محمد بن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ جب آپ وضو کا قصد فرماتے تھے اور وضو کے لیے بیٹھتے تھے تو آپ کے چہرہ مبارک کارنگ زرد ہو جایا کرتا تھا یہ حالت بار بار دیکھنے کے بعد ان کے گھروالوں نے پوچھا کہ بوقت وضو آپ کے چہرہ کارنگ زرد کیوں پڑ جایا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرا تصور کامل اپنے خالق و معبود کی طرف ہوتا ہے اس لیے اس کی جلالت کے رعب سے میرا یہ حال ہو جایا کرتا ہے (مطالب السؤل ص ۲۶۲)۔

عالم نماز میں آپ کی حالت

علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ آپ کو عبادت گزاری میں امتیاز کامل حاصل تھا رات بھر جاگنے کی وجہ سے آپ کا سارا بدن زرد ہا کرتا تھا اور خوف خدام میں روتے روتے آپ کی آنکھیں پھول جایا کرتی تھیں اور نماز میں کھڑکھڑے آپ کے پاؤں سوچ جایا کرتے تھے (اعلام الوری ص ۱۵۳) اور پیشانی پر گھٹے رہا کرتے تھے اور آپ کی ناک کا سرازخمی رہا کرتا تھا (دمعہ ساکبہ ص ۲۳۹) علامہ محمد بن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ جب آپ نماز کے لیے مصلی پر کھڑے ہوا کرتے تھے تو لرزہ بر اندام ہو جایا کرتے تھے لوگوں نے بدن میں کپکپی اور جسم میں تھرتھری کا سبب پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت خدا کی بارگاہ میں ہوتا ہوں اور اس کی جلالت مجھے از خود رفتہ کر دیتی ہے اور مجھ پر ایسی حالت طاری کر دیتی ہے (مطالب السؤل ص ۲۶۲)۔ ایک مرتبہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی اور آپ

نمازیں مشغول تھے اہل محلہ اور گھروالوں نے بے حد شور مچایا اور حضرت کوپکارا حضور آگ لگی ہوئی ہے مگر آپ نے سرنیاز سجدہ بے نیاز سے نہ اٹھایا، آگ بجھادی گئی اختتام نماز پر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حضور آگ کا معاملہ تھا ہم نے اتنا شور مچایا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔
آپ نے ارشاد فرمایا ”ہاں“ مگر جہنم کی آگ کے ڈر سے نماز توڑ کر اس آگ کی طرف متوجہ نہ ہوسکا (شواہد النبوت ص ۱۷۷)۔

علامہ شیخ صبان مالکی لکھتے ہیں کہ جب آپ وضو کے لیے بیٹھتے تھے تب ہی سے کانپنے لگتے تھے اور جب تیز ہوا چلتی تھی تو آپ خوف خدا سے لاغر ہوجانے کی وجہ سے گر کر بے ہوش ہوجا کرتے تھے (اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ۲۰۰)۔
ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نماز شب سفرو حضور دونوں میں پڑھا کرتے تھے اور کبھی اسے قضائیں ہونے دیتے تھے (مطالب السؤل ص ۲۶۳)۔
علامہ محمد باقر بحوالہ بحار الانوار تحریر فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام ایک دن نمازیں مصروف و مشغول تھے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کنوئیں میں گر پڑے بچہ کے گہرے کنوئیں میں گرنے سے ان کی ماں بے چین ہو کر رونے لگیں اور کنوئیں کے گرد پیٹ پیٹ کرچکر لگانے لگیں اور کہنے لگیں، ابن رسول اللہ محمد باقر غرق ہو گئے امام زین العابدین نے بچے کے کنوئیں میں گرنے کی کوئی پرواہ نہ کی اور اطمینان سے نماز تمام فرمائی اس کے بعد آپ کنوئیں کے قریب آئے اور اگر پانی کی طرف دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر بلارسی کے گہرے کنوئیں سے بچے کو نکال لیا بچہ ہنسنا ہوا برآمد ہوا، قدرت خداوندی دیکھیے اس وقت بہ بچے کے کپڑے بھیگے تھے اور نہ بدن تر تھا (دمعہ ساکبہ ص ۲۳۰، مناقب جلد ۲ ص ۱۰۹)۔

امام شبلی جی تحریر فرماتے ہیں کہ طاؤس راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب حجر اسود کے قریب جا کر دیکھا کہ امام زین العابدین بارگاہ خالق میں سجدہ ریزی کر رہے ہیں، میں اسی جگہ کھڑا ہو گیا میں نے دیکھا کہ آپ نے ایک سجدہ کو بے حد طول دیدیا ہے یہ دیکھ کر میں نے کان لگایا تو سنا کہ آپ سجدہ میں فرماتے ہیں ”عبدک بفنائک مسکینک بفنائک سائلک بفنائک فقیرک بفنائک“ یہ سن کر میں نے بھی انہیں کلمات کے ذریعہ سے دعا مانگی فوراً قبول ہوئی (نور الابصار ص ۱۲۶ طبع مصر، ارشاد مفید ص ۲۹۶)۔

امام زین العابدین کی شبانہ روز ایک ہزار رکعتیں

علماء کا بیان ہے کہ آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے (صواعق محرقہ ص ۱۱۹، مطالب السؤل ص ۲۶۷)۔

چونکہ آپ کے سجدوں کا کوئی شمار نہ تھا اسی لیے آپ کے اعضائے سجود ”ثغنه بعیر“ کے گھٹے کی طرح ہوجا کرتے تھے اور سال میں کئی مرتبہ کاٹے جاتے تھے (الفرع النامی ص ۱۵۸، دمعہ ساکبہ کشف الغمہ ص ۹۰)۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ آپ کے مقامات سجود کے گھٹے سال میں دو بار کاٹے جاتے تھے اور ہر مرتبہ پانچ تہ نکلتی تھی (بحار الانوار جلد ۲ ص ۳) علامہ دمیری مورخ ابن عساکر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ دمشق میں حضرت امام زین العابدین کے نام سے موسوم ایک مسجد ہے جسے ”جامع دمشق“ کہتے ہیں (حیوۃ الحيوان جلد ۱ ص ۱۲۱)۔

امام زین العابدین علیہ السلام منصب امامت پرفائز ہونے سے پہلے

اگرچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ امام بطن مادر سے امامت کی تمام صلاحیتوں سے بھرپور آتا ہے تاہم فرائض کی ادائیگی کی ذمہ داری اسی وقت ہوتی ہے جب وہ امام زمانہ کی حیثیت سے کام شروع کرے یعنی ایسا وقت آجائے جب کائنات ارضی پر کوئی بھی اس سے افضل واعلم برتر واکمل نہ ہو، امام زین العابدین اگرچہ وقت ولادت ہی سے امام تھے لیکن فرائض کی ادائیگی کی ذمہ داری آپ پر اس وقت عائد ہوئی جب آپ کے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السلام درجہ شہادت پرفائز ہو کر حیات ظاہری سے محروم ہو گئے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی ولادت ۳۸ ھ میں ہوئی جبکہ حضرت علی علیہ السلام امام زمانہ تھے دو سال ان کی ظاہری زندگی میں آپ نے حالت طفولیت میں ایام حیات گزارے پھر ۵۰ ھ تک امام حسین علیہ السلام کا زمانہ رہا پھر عاشورا، ۱۶ ھ تک امام حسین علیہ السلام فرائض امامت کی انجام دہی فرماتے رہے عاشور کی دوپہر کے بعد سے ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہو گئی اس عظیم ذمہ داری سے قبل کے واقعات کا پتہ صراحت کے ساتھ نہیں ملتا، البتہ آپ کی عبادت گزاری اور آپ کے اخلاقی کارنامے بعض کتابوں میں ملتے ہیں بہر صورت حضرت علی علیہ السلام کے آخری ایام حیات کے واقعات اور امام حسن علیہ السلام کے حالات سے متاثر ہونا ایک لازمی امر ہے پھر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تو ۲۳ - ۲۲ سال گزارے تھے یقیناً امام حسین علیہ السلام کے جملہ معاملات میں آپ نے بڑے بیٹے کی حیثیت سے ساتھ دیا ہی ہوگا لیکن مقصد حسین کے فروغ دینے میں آپ نے اپنے عہد امامت کے آغاز ہونے پر انتہائی کمال کر دیا۔

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں امام زین العابدین کا شاندار کردار

۲۸ / رجب ۶۰ ھ کو آپ حضرت امام حسین کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچے چار ماہ قیام کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر ۲ / محرم الحرام کو وارد کربلا ہوئے، وہاں پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے آپ علیل ہو گئے اور آپ کی علالت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت تک اس قابل نہ ہو سکے کہ میدان میں جا کر درجہ شہادت حاصل کرتے، تاہم فراہم موقع پر آپ نے جذبات نصرت کو بروئے کار لانے کی سعی کی جب کوئی آواز استغاثہ کان کان میں آئی آپ اٹھ بیٹھے اور میدان کارزار میں شدت مرض کے باوجود جا پہنچنے کی سعی بلیغ کی، امام کے استغاثہ پر تو آپ خیمہ سے بھی نکل آئے اور ایک چوب خیمہ لے کر میدان کا عزم کر دیا، ناگاہ امام حسین کی نظر آپ پر پڑ گئی اور انہوں نے جنگاہ سے بقولے حضرت زینب کو آواز دی ”بہن سید سجاد کو روکو ورنہ نسل رسول کا خاتمہ ہو جائے گا“ حکم امام سے زینب نے سید سجاد کو میدان میں جانے سے روک لیا یہی وجہ ہے کہ سیدوں کا وجود نظر آرہا ہے اگر امام زین العابدین علیل ہو کر شہید ہونے سے نہ بچ جاتے تو نسل رسول صرف امام محمد باقر میں محدود رہ جاتی، امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ مرض اور علالت کی وجہ سے آپ درجہ شہادت پرفائز نہ ہو سکے (نور الابصار ص ۱۲۶)۔

شہادت امام حسین کے بعد جب خیموں میں آگ لگائی گئی تو آپ انہیں خیموں میں سے ایک خیمہ میں بدستور پڑے ہوئے تھے، ہماری ہزار جانی قربان ہو جائیں، حضرت زینب پر کہ انہوں نے اہم فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں سب سے پہلا فریضہ امام زین العابدین علیہ السلام کے تحفظ کا ادا فرمایا اور امام کو بچا لیا الغرض رات گزاری اور صبح نمودار ہوئی، دشمنوں نے امام زین العابدین کو اس طرح جھنجوڑا کہ آپ اپنی بیماری بھول گئے

آپ سے کہا گیا کہ ناقوں پر سب کو سوار کرو اور ابن زیاد کے دربار میں چلو، سب کو سوار کرنے کے بعد آل محمد کا ساربان پھوپھیوں، بہنوں اور تمام مخدرات کو لئے ہوئے داخل دربار ہوا حالت یہ تھی کہ عورتیں اور بچے رسیوں میں بندھے ہوئے اور امام لوہے میں جکڑے ہوئے دربار میں پہنچ گئے آپ چونکہ ناقہ کی برہنہ پشت پر سنبھل نہ سکتے تھے اس لیے آپ کے پیروں کو ناقہ کی پشت سے باندھ دیا گیا تھا دربار کو فہ میں داخل ہونے کے بعد آپ اور مخدرات عصمت قید خانہ میں بند کر دیئے گئے، سات روز کے بعد آپ سب کو لیے ہوئے شام کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۹ منزلیں طے کر کے تقریباً ۳۶/ یوم میں وہاں پہنچے کامل بھائی میں ہے کہ ۱۶/ ربیع الاول ۶۱ ھء کو بدھ کے دن آپ دمشق پہنچے ہیں اللہ رے صبر امام زین العابدین بہنوں اور پھوپھیوں کا ساتھ اور لب شکوہ پر سکوت کی مہر۔ حدود شام کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی، پیروں میں بیڑی اور گلے میں خاردار طوق آہنی پڑا ہوا تھا اس پر مستزاد یہ کولوگ آپ برسارہے تھے اسی لیے آپ نے بعد واقعہ کربلا ایک سوال کے جواب میں ”الشام الشام الشام“ فرمایا تھا (تحفہ حسینہ علامہ بسطامی)۔

شام پہنچنے کے کئی گھنٹوں یا دنوں کے بعد آپ آل محمد کو لیے ہوئے سربائے شہدا سمیت داخل دربار ہوئے پھر قید خانہ میں بند کر دیئے گئے تقریباً ایک سال قید کی مشقتیں جھیلیں۔ قید خانہ بھی ایسا تھا کہ جس میں تمازت آفتابی کی وجہ سے ان لوگوں کے چہروں کی کھالیں متغیر ہو گئی تھیں (لہوف) مدت قید کے بعد آپ سب کو لیے ہوئے ۲۰/ صفر ۶۲ ھء کو وارد ہوئے آپ کے ہمراہ سر حسین بھی کر دیا گیا تھا، آپ نے اسے اپنے پدر بزرگوار کے جسم مبارک سے ملحق کیا (ناسخ تواریخ)۔ ۸/ ربیع الاول ۶۲ ھ کو آپ امام حسین کا لٹا ہوا قافلہ ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، وہاں کے لوگوں نے آہ وزاری اور کمال رنج و غم سے آپ کا استقبال کیا۔ ۱۵ شبانہ و روز نوحہ و ماتم ہوتا رہا (تفصیلی واقعات کے لیے کتب مقاتل و سیر ملاحظہ کی جائیں)۔

اس عظیم واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ زینب کے بال اس طرح سفید ہو گئے تھے کہ جاننے والے انہیں پہچان نہ سکے (احسن القصص ص ۱۸۲ طبع نجف) رباب نے سایہ میں بیٹھنا چھوڑ دیا امام زین العابدین تاحیات گریہ فرماتے رہے (جلاء العیون ص ۲۵۶) اہل مدینہ یزید کی بیعت سے علیحدہ ہو کر باغی ہو گئے بالآخر واقعہ حرہ کی نوبت آگئی۔

واقعہ کربلا اور حضرت امام زین العابدین کے خطبات

معرکہ کربلا کی غم آگیاں داستان تاریخ اسلام ہی نہیں تاریخ عالم کا افسوسناک سانحہ ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اول سے آخر تک اس ہوش ربا اور روح فرسا واقعہ میں اپنے باپ کے ساتھ رہے اور باپ کی شہادت کے بعد خود اس المیہ کے ہیرو بنے اور پھر جب تک زندہ رہے اس سانحہ کا ماتم کرتے رہے۔ ۱۰/ محرم ۶۱ ھء کا واقعہ یہ اندوہناک حادثہ جس میں ۱۸/ بنی ہاشم اور بہتر اصحاب و انصار کام آئے حضرت امام زین العابدین کی مدت العمر گھلاتا رہا اور مرتے دم تک اس کی یاد فراموش نہ ہوئی اور اس کا صدمہ جانکاہ دور نہ ہوا، آپ یوں تو اس واقعہ کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے مگر لطف زندگی سے محروم رہے اور کسی نے آپ کو بشاش اور فرحناک نہ دیکھا، اس جانکاہ واقعہ کربلا کے سلسلہ میں آپ نے جو جابجا خطبات ارشاد فرمائے ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

کوفہ میں آپ کا خطبہ

کتاب لہوف ص ۶۸ میں ہے کہ کوفہ پہنچنے کے بعد امام زین العابدین نے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا، سب خاموش ہو گئے، آپ کھڑے ہوئے خدا کی حمد و ثناء کی، حضرت نبی کا ذکر کیا، ان پر صلوات بھیجی پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے جو نہیں جانتا اسے میں بتاتا ہوں میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں، میں اس کافر زندہوں جس کی بے حرمتی کی گئی جس کا سامان لوٹا گیا جس کے اہل و عیال قید کر دیئے گئے میں اس کافر زندہوں جو ساحل فرات پر ذبح کر دیا گیا، اور بغیر کفن و دفن چھوڑ دیا گیا اور (شہادت حسین) ہمارے فخر کے لیے کافی ہے اے لوگو! تمہارا براہو کہ تم نے اپنے لیے ہلاکت کا سامان مہیا کر لیا، تمہاری رائیں کس قدر بری ہیں تم کن آنکھوں سے رسول صلعم کو دیکھو گے جب رسول صلعم تم سے باز پرس کریں گے کہ تم لوگوں نے میری عترت کو قتل کیا اور میرے اہل حرم کو ذلیل کیا ”اس لیے تم میری امت میں نہیں۔“

مسجد دمشق (شام) میں آپ کا خطبہ

مقتل ابی مخنف ص ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۳۳، ریاض القدس جلد ۲ ص ۳۲۸، اور روضة الاحباب وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اہل حرم سمیت دربار یزید میں داخل کئے گئے اور ان کو منبر پر جانے کا موقع ملا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور انبیاء کی طرح شیریں زبان میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا :

اے لوگو! تم سے جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے، اور جو نہیں پہچانتا میں اسے بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں؟ سنو، میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں، میں اس کافر زندہوں جس نے حج کئے ہیں اس کافر زندہوں جس نے طواف کعبہ کیا ہے اور سعی کی ہے، میں پسر مزمل و صفا ہوں، میں فرزند فاطمہ زہرا ہوں، میں اس کا فرزند جس پس گردن سے ذبح کیا گیا، میں اس پیاسے کافر زندہوں جو پیاسا ہی دنیا سے اٹھا، میں اس کافر زندہوں جس پر لوگوں نے پانی بند کر دیا، حالانکہ تمام مخلوقات پر پانی کو جائز قرار دیا، میں محمد مصطفیٰ صلعم کافر زندہوں، میں اس کافر زندہوں جو کربلا میں شہید کیا گیا، میں اس کافر زندہوں جس کے انصار زمین میں آرام کی نیند سو گئے میں اس کا پسر ہوں جس کے اہل حرم قید کر دیئے گئے میں اس کافر زندہوں جس کے بچے بغیر جرم و خطا ذبح کر ڈالے گئے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کے خیموں میں آگ لگادی گئی، میں اس کافر زندہوں جس کا سرنوک نیزہ پر بلند کیا گیا، میں اس کافر زندہوں جس کے اہل حرم کی کربلا میں بے حرمتی کی گئی، میں اس کافر زندہوں جس کا جسم کربلا کی زمین پر چھوڑ دیا گیا اور سرد و سرے مقامات پر نوک نیزہ پر بلند کر کے پھرایا گیا میں اس کافر زندہوں جس کے ارد گرد سوائے دشمن کے کوئی اور نہ تھا، میں اس کافر زندہوں جس کے اہل حرم کو قید کر کے شام تک پھرایا گیا، میں اس کافر زندہوں جو بے یار و مددگار تھا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا لوگو! خدانے ہم کو پانچ فضیلت بخشی ہیں :

۱۔ خدا کی قسم ہمارے ہی گھر میں فرشتوں کی آمد و رفت رہی اور ہم ہی معدن نبوت و رسالت ہیں۔

۲۔ ہماری شان میں قرآن کی آیتیں نازل کیں، اور ہم نے لوگوں کی ہدایت کی۔

۳۔ شجاعت ہمارے ہی گھر کی کنیز ہے، ہم کبھی کسی کی قوت و طاقت سے نہیں ڈرے اور فصاحت ہمارا ہی حصہ

ہے، جب فصحاء فخر و مباہات کریں۔

۴۔ ہم ہی صراط مستقیم اور ہدایت کا مرکز ہیں اور اس کے لیے علم کا سرچشمہ ہیں جو علم حاصل کرنا چاہے

اور دنیا کے مومنین کے دلوں میں ہماری محبت ہے۔

۵۔ ہمارے ہی مرتبے آسمانوں اور زمینوں میں بلند ہیں، اکرم نہ ہوتے تو خدا دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا، ہر فخر ہمارے

فخر کے سامنے پست ہے، ہمارے دوست (روز قیامت) سیروسیراب ہوں گے اور ہمارے دشمن روز قیامت بدبختی میں ہوں گے۔

جب لوگوں نے امام زین العابدین کا کلام سننا تو چینخ مار کر رونے اور پیٹنے لگے اور ان کی آوازیں بے ساختہ بلند ہونے

لگیں یہ حال دیکھ کر یزید گھبرا اٹھا کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے اس نے اس کے رد عمل میں فوراً موذن

کو حکم دیا (کہ اذان شروع کر کے) امام کے خطبہ کو منقطع کر دے، موذن (گلدستہ اذان پر گیا)۔

اور کہا ”اللہ اکبر“ (خدا کی ذات سب سے بزرگ و برتر ہے) امام نے فرمایا تو نے ایک بڑی ذات کی بڑائی بیان کی اور ایک

عظیم الشان ذات کی عظمت کا اظہار کیا اور جو کچھ کہا ”حق“ ہے۔ پھر موذن نے کہا ”اشہد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی

دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) امام نے فرمایا میں بھی اس مقصد کی ہر گواہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں

اور برانکار کرنے والے کے خلاف اقرار کرتا ہوں۔

پھر موذن نے کہ ”اشہدان محمد رسول اللہ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں) فبکی علی،

یہ سن کر حضرت علی ابن الحسین روپڑے اور فرمایا اے یزید میں تجھ سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں بتا حضرت

محمد مصطفیٰ میرے نانا تھے یا تیرے، یزید نے کہا آپ کے، آپ نے فرمایا، پھر کیوں تو نے ان کے اہلبیت کو شہید کیا،

یزید نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے محل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ ”لا حاجة لی بالصلوٰۃ“ مجھے نماز سے کوئی واسطہ

نہیں، اس کے بعد منہال بن عمر کھڑے ہو گئے اور کہا فرزند رسول آپ کا کیا حال ہے، فرمایا اے منہال ایسے شخص

کا کیا حال پوچھتے ہو جس کا باپ (نہایت بے دردی سے) شہید کر دیا گیا ہو، جس کے مددگار ختم کر دیے گئے ہوں

جو اپنے چاروں طرف اپنے اہل حرم کو قیدی دیکھ رہا ہو، جن کا نہ پردہ رہ گیا نہ چادریں رہ گئیں، جن کا نہ کوئی

مددگار رہے نہ حامی، تم تو دیکھ رہے ہو کہ میں مقید ہوں، ذلیل و رسوا کیا گیا ہوں، نہ کوئی میرا ناصر رہے، نہ مددگار،

میں اور میرے اہل بیت لباس کہنہ میں ملبوس ہیں ہم پر نئے لباس حرام کر دیے گئے ہیں اب جو تم میرا حال

پوچھتے ہو تو میں تمہارے سامنے موجود ہوں تم دیکھ ہی رہے ہو، ہمارے دشمن ہمیں برا بھلا کہتے ہیں اور ہم صبح

و شام موت کا انتظار کرتے ہیں۔

پھر فرمایا عرب و عجم اس پر فخر کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ان میں سے تھے، اور قریش عرب پر اس لیے

فخر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم قریش میں سے تھے اور ہم ان کے اہلبیت ہیں لیکن ہم کو قتل کیا گیا، ہم پر ظلم

کیا گیا، ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے اور ہم کو قید کر کے در بدر پھرایا گیا، گویا ہمارا حسب بہت گرا ہوا ہے اور ہمارا نسب

بہت ذلیل ہے، گویا ہم عزت کی بلندیوں پر نہیں چڑھے اور بزرگوں کے فرش پر جلوہ افروز نہیں ہوئے آج گویا تمام

ملک یزید اور اس کے لشکر کا ہو گیا اور آل مصطفیٰ صلعم یزید کی ادنیٰ غلام ہو گئی ہے، یہ سننا تھا کہ ہر طرف سے

رونے پیٹنے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

یزید بہت خائف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے اس نے اس شخص سے کہا جس نے امام کو منبر پر تشریف لے

جانے کے لیے کہا تھا ”ویحک اردت بصعودہ زوال ملکی“ تیرا براہوتوان کو منبر پر بیٹھا کر میری سلطنت ختم کرنا چاہتا ہے

اس نے جواب دیا، بخدا میں یہ نہ جانتا تھا کہ یہ لڑکا اتنی بلند گفتگو کرے گا یزید نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ یہ

اہلبیت نبوت اور معدن رسالت کی ایک فرد ہے، یہ سن کر موذن سے نہ رہا گیا اور اس نے کہا اے یزید ”اذا کان کذا لک

فلما قتلت اباہ“ جب تویہ جانتاتھا توتونے ان کے پدر بزرگوار کو کیوں شہید کیا، موذن کی گفتگو سن کر یزید برہم ہو گیا، ”فامریضرب عنقہ“ اور موذن کی گردن ماردینے کا حکم دیدیا۔